Fikr-o-Nasar (Islamabad) vol. 2:2 (1964) © rasailojaraid.com

اسلام اور پاکستان کی سالمیت

ڈاکٹر فضل الرحمان

اکثر پاکستانی یہ محسوس کرتے ہیں کہ صرف اسلام اور اس کے نمود پذیر فلسفے کے ذریعے ہی وہ صحیح راستہ متعین کیا جاسکتا ہے جو پاکستان کے مختلف حصوں اور اس کے باشندوں کو ایک سالم، مربوط اور پر امید قوم بنادیگا- ان کے نزدیک یہ طریقہ سب سے اچھا اور قابل اعتماد ہے - اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم میں سے بیشتر لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ قومی یکجہتی کے اقدار کو حاصل کرنے کے لئے یہی بہترین بلکہ واحد طریقہ ہے- جب ہم اپنے فکروعمل کی بنیاد اسلامی نظریات پر رکھیں گے تو وقت گزرنے کے ساتھ ثقافت کی ایک عظیم عمارت بنتی جائے گی - یہ ثقافت ایسی جاندار اور دوسروں سے مختلف ہوگی کہ ہم اسے پاکستانی کہہ کر ممیز کرسکینگے - جب اس طرح سے یہ ضابطہ پیش کیا جاتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہر لحاظ سے مکمل اور ناقابل تردید ہے اور اس کے خلاف مشکل ہی سے کوئی آواز اٹھائی جاسکتی ہے - لیکن جب ہم نظریات کے حصار سے باہر نکلتے ہیں اور معاشرتی حقیقتوں کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ کیا ہم اس فارمولے سے اپنا مقصد حاصل کرسکتے ہیں اور کیا اسے ہمارا معاشرہ قبول کرنے کے لئے تیار ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ اس اصول کے بارے میں اکثریت کی پرزور حمایت سے محض ایک میکانکی عمل کا مظاہرہ ہوتا ہے- اگرچہ ان کی نیتوں میں کوئی کھوٹ نہیں ہوتا لیکن اس مظاہرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو کہا جارہا ہے وہ نتائج اور عواقب کو اچھی طرح سوچ سمجھ کر پوری ذمہ داری سے نہیں کہا جارہا ہے بلکہ جو کچھ ہورہا ہے وہ غیر شعوری طور پر ہورہا ہے- طوطے کی طرح رٹا ہوا سبق دھرایا جا رہا ہے-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایسا کیوں ہورہا ہے اسے معلوم کرنے کے لئے صحیح حالات اورعوامل کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ ہمارے موجودہ مسلم معاشرہ کو دو بڑے گروہوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے : قدامت پسند اور جدت پسند ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے خیالات میں بہت فرق ہے اور یہ سچ بھی ہے۔ قدامت پسند حضرات قرون وسطیٰ کے نظریات کی رو سے اسلام کی تشریح کرتے ہیں ۔ لیکن جدت پسند اصحاب ان نظریات کے بجائے نئی توضیحات لاتے ہیں کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ موجودہ دور میں قرون وسطیٰ کے سماجی اور اقتصادی طریقے سودمند ثابت نہیں ہوسکتے لیکن جدت پسند بھی اسلام کا کوئی نیا ترقیاتی خاکہ نہیں پیش کرتے۔ ان کی جدوجہد منفی سمت میں ہوتی ہے ۔ وہ اسلام کو علیحدہ یا غیر موثر رکھنا چاہتے ہیں تاکہ اسلام ترقی کی راہ میں حائل نہ ہو۔ ان کا خیال ہے کہ اسلامی حدود سے باہر رہ کر ہی ترقی کی منزلیں طے کی جاسکتی ہیں۔ اس طرح ایک ” اقل (minimal) اسلام “ کا تصور ان کے سامنے آتا ہے جس سے انھیں عارضی تسلی تو مل جاتی ہے لیکن یہ ” لا دینیت “ کا دوسرا نام ہوتا ہے ۔ ”محدود یااقل اسلام“ کا یہ تصور ان کے اپنے ذہن کی پیداوار نہیں بلکہ اس خیال کو خود قدامت پرستوں نے تقویت پہنچائی ہے۔ چونکہ اس خیال کی جڑوں نے قدامت پرستی کی سر زمین میں پرورش پائی ہے اس لئے ہمارے جدت پسند حضرات لادینیت کے الزام سے بچ نکلتے ہیں ۔ قرآن حکیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند صفات کے افراد اور متوازن اور حیات آفریں معاشرہ پر زور دیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرلے کے لئے ہمیں سہ رکنی پروگرام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اول تو یہ کہ افراد میں روحانی اور اخلاقی بلندی پیدا کی جائے۔ دوئم یہ کہ افراد اور معاشرہ کی مادی حالت کو بہتر بنایا جائے ۔ سوئم یہ کہ ترقی کو متوازن بنانے اورمعاشرہ کو مختلف قسم کی ناانصافیوں اور جور و ظلم سے محفوظ رکھنے کے لئے پابندیاں عائد کی جائیں ۔ ہم اسی وقت اس پروگرام سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جب یہ تینوں رخ ایک ساتھ مل کر کام کریں ۔ اسلام نے ان تینوں پر یکساں زور دیا ہے اور کسی ایک کو دوسرے پر قربان نہیں کیا ہے۔ اخلاقی اور روحانی اقدار کو قائم رکھنے کے لئے عبادات کے کچھ اصول اور قاعدے مرتب کئے ہیں ۔ مادی ترقی کے لئے دولت پیدا کرلے پر زور دیا ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن حکیم نے بارہا اسے " خیر " اور " فضل‌اللہ " قرار دیا ہے ۔ اسی طرح قرآن اور سنت نے ناانصافیوں اور ظلم و تعدی سے محفوظ رہنے کے لئے پابندیاں اور سزائیں تجویز کی ہیں۔ صرف پابندیوں اور سزاؤں کا ذکر منفی طرز فکر کی غمازی کرتا ہے ۔ ان کی ضرورت صرف اسی وقت پڑتی ہے جب کاروان ترقی رواں دواں ہوا اور اسے صحیح سمت میں رکھنے کے لئے کنٹرول کا سہارا لینا پڑے۔ لیکن جب اسلام کا پہلا توسیعی دور ختم ہوا تو بدقسمتی سے شریعت کی پاسبانی ان لوگوں کے ہاتھوں میں آئی جنہوں نے اسلام کے بنیادی اور مثبت رخ سے بالکل بے اعتنائی برتی اور معاشرہ کی ترقی اور خوشحالی کو یکسر فراموش کردیا ۔ ان کے قانونی نظام میں صرف تعزیریں اور پابندیاں ہی نظر آتی ہیں ۔ ان میں حیات آفرینی کا کہیں پتہ نہیں چلتا ۔ جب زندگی کی موجیں ہی ساکت و جامد ہوں تو تعزیریں اور پابندیاں بے معنی ہوکر رہ جاتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے علماء نے معاشرتی اور اقتصادی رخ سے منہ موڑ کر اور صرف قوانین کو اپنا کر منفی طریقے پر زور دیا حالانکہ قرآن حکیم اور سنت رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم میں ہر جگہ زندگی کی نبضیں دھڑکتی ہوئی نظر آتی ہیں ۔

جب شریعت کے پاسبانوں نے معاشرتی اور اقتصادی پہلو کو نظرانداز کردیا تو نماز اور روزہ اور دیگر احکامات جو روحانی اور اخلاقی اقدار پیدا کرنے کے لئے تھے محض قدامت پرستی کے رسمی اطوار میں بدل گئے۔ اسلام نے ہمیں یہ بنیادی سبق دیا ہے کہ روحانی ترقی کا دارو مدار مادی ترقی پر ہے ۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے بھی اسی تصور کا بار بار ذکر فرمایا ہے ۔ مادیت کے بغیر روحانیت کا قائم رہنا محض ایک واہمہ ہے ۔ البتہ روحانیت سے جوگیوں کی ریاضت مراد ہو تو اور بات ہے ۔ اسلام کے روحانی اور اخلاقی رخ کو برقرار رکھنے کے لئے " اسلام کے پانچ ستون " گنائے گئے ہیں۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ اگر آپ ان " پانچ ستونوں " پر باقاعدگی کے ساتھ عمل پیرا رہیں گے تو آپ کا اسلام محفوظ رہے گا ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ فرش کون سا ہے جس پر یہ " پانچ ستون " کھڑے کئے گئے ہیں؟ ان ستونوں کے ساتھ کون سی دیوار اٹھائی جائے گی ؟ اور چھت کیسی ہوگی، جو ان ستونوں کے سہارے بنائی جائیگی؟ در اصل یہ سوالات نہ تو پوچھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاتے ھیں اور نہ ھی کوئی ان کا جواب دیتا ھے - سچ تو یہ ھے کہ فرش دیوار یا چھت کا ذکر سننے میں بھی نہیں آتا - جب سنتے ھیں صرف ستون ھی کا ذکر سنتے ھیں - اسی کا نام ''اقل اسلام'' ھے - یہ نہ تو قرآن کے بموجب ھے اور نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے - یہ صحیح ھے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں ان ستونوں کو نمایاں طور پر پیش کرنے کے کچھ ضروری اسباب تھے - لیکن ھم تو صرف یہ کہنا چاھتے ھیں کہ اس قسم کا اسلام محض ''محدود اسلام'' ھے -

یہ ھے قدامت پرستوں کا نقطۂ نظر یعنی منفی اسلام - جہاں تک روحانی اور اخلاقی اقدار کا تعلق ھے، جدت پسند اصحاب کا نظریہ مختلف ھے - وہ قرون وسطیٰ کی تعزیروں اور پابندیوں کو غیر ضروری سمجھتے ھیں کیونکہ ان کا خیال ھے کہ زمانے کے ساتھ ساتھ انھیں بھی بدلنا چاھئے - جب ان لوگوں کو اپنے اسلام کی تلاش ھوتی ھے تو وہ ''محدود اسلام'' کو تو قبول کرتے ھیں - لیکن ھاتھ کاٹنے یا درے مارنے کی سزا کے تصور سے بھی گھبرا اٹھتے ھیں - اور کہتے ھیں کہ آیا اسلام کی اصلیت صرف تعزیروں ھی میں مضمر ھے اور جب اسلام سے کوئی ترقی رونما نہیں ھوتی تو اسے تعزیریں اور پابندیاں لگانے کی ذمہ داری کیوں سونپی جائے - الغرض جدت پسندوں کے نظریے کا ماحصل یہ ھے کہ جہاں تک معاشرتی اور اقتصادی زندگی کا تعلق ھے اسلام کو غیر موثر بنادیا جائے کیونکہ اقتصادی ترقی اسلام کے حدود سے باھر رہ کر ھی ھوسکتی ھے - اس طرح یہ لوگ قدامت پرستوں کے منفی اسلام کو رد کرنے کے باوجود ان کے ''اقل اسلام'' پر زور دیتے ھیں - شاید جدت پسند یہ سوال کریں کہ ھم نے ان کے متعلق جو کچھ کہا ھے وہ کہاں تک درست ھے کیونکہ کیا ھم اسلام کو اجتماعی طرز زندگی نہیں سمجھتے ؟ اس کے جواب میں ھم جدت پسندوں سے یہ کہیں گے کہ ھم انھیں ان کے اقوال سے نہیں بلکہ ان کے اعمال سے جانچتے ھیں - آج تک جب بھی اسلام اور ترقی کے موضوع پر بحث ھوئی ھے تو ان لوگوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اسلام میں بذات خود ترقی کے عناصر شامل ھیں بلکہ وہ یہ کہتے ھیں کہ ''اسلام اور ترقی میں کوئی تضاد نہیں'' یا ''اسلام ترقی کی راہ میں حائل نہیں'' یا ''اسلام کو ترقی سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوئی بیر نہیں -'' لیکن یہ سب منفی پیرایہ بیان ہیں - دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہوسکتی ہیں جنہیں ترقی سے کوئی دشمنی نہیں - مثلاً کسی کے گال پر تل - میں پوچھتا ہوں کہ کیا ان کے انداز فکر میں اسلام کو تل سے زیادہ اہمیت دی جارہی ہے اور کیا اگر اسلام کو اخلاقی اقدار سے علیحدہ کردیا جائے تو وہ پھر بھی اسلام باقی رہ جاتا ہے ؟ کیا ہم ترقی یا تنزل کے کسی پہلو کو اخلاقی اقدار سے جدا دیکھ سکتے ہیں؟ اگر ہم بحیثیت قوم کے غریب، بھوکے اور جاہل ہیں تو کیا اس میں اخلاقی اقدار کو کوئی اہمیت حاصل نہیں؟ کیا ہم ایسے اہم مسئلہ کو اسلامی نقطہ نظر سے نہ دیکھیں؟ ہم مثبت طریقے سے اسلامی ترقی کا ذکر کیوں نہ کریں اور اسلام کو براہ راست دولت کی فراہمی سے منسلک کیوں نہ کریں؟

حقیقت تو یہ ہے کہ جب ہم غور سے جدت پسندوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی قدامت پرست ہیں اور قدامت پرستوں کے اسلام کو اپنائے ہوئے ہیں - وہ قرون وسطیٰ کی تعزیروں اور پابندیوں کو رد کرنے کے بعد یہی بہتر سمجھتے ہیں کہ اسلام کو زیادہ سے زیادہ محدود دائرے میں رکھا جائے - قدامت پسند ہوں یا جدت پسند دونوں ہی اس حقیقت سے نا آشنا ہیں کہ انسانی خوشحالی اور ترقی سے اسلام کا براہ راست تعلق ہے اور قرآن اور سنت انسان کی مادی اور روحانی ترقی کے خواہاں ہیں - کیا ہم اس معاملے میں بھی قرآن اور سنت کو مشعل راہ نہیں بناسکتے ؟

پاکستان کی سالمیت اور یکجہتی سب سے زیادہ ضروری ہے- اور ہم اسلامی نظریات کی صحیح ترجمانی ہی کے ذریعے اس مقصد کو حاصل کرسکتے ہیں- منفی اسلام یا محدود، اقل اسلام سے نہ تو یہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے اور نہ ہی اسے ہم صحیح اسلام کہہ سکتے ہیں- صرف ایک سالم اسلام ہی ایک سالم پاکستان کی ضمانت دے سکتا ہے -

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱدْخُلُوا۟ فِى ٱلسِّلْمِ كَآفَّةً

© rasailojaraid.com